عیسیٰ علیہ السلام کی خود اپنی زبان مبارک سے وقت کی حدوں یعنی پیدائش اور روز قیامت پر دیئے گئے بیانات سے بڑھ کر کیا کوئی دلیل اور ثبوت ہوسکتا ہے؟

آخرت سے مایوس قوموں کا نجات دہندوں کی آمد کے تخیل میں پناہ گزیں ہونا تو سمجھ آتا ہے لیکن آقائے نامدار ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے نہ جانے کیوں ان کی پیروی میں اس تخیل (Fantasy) کا شکار ہوگئے جن کے پاس آخرت کا علم ایسے موجود ہے جیسے انہوں نے اسے برپا ہوتے ہوا دیکھا ہو؟ قرآنِ مجید نے تو روز قیامت کے تمام واقعات اور اُس دن ہونے والی گفتگو بھی ہمیں سنادی ہے۔ اپنے دل میں ہمیں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ تخیل کی دنیا میں اپنے آپ کو بسا کر اور مادہ مکڑی کی طرح خالی کاغذ کو سینے سے لگا کر ہم کیوں دانستہ ان واقعات اور گفتگو سے اپنی بصارتوں اور سماعتوں کو دور رکھنا چاہتے ہیں؟

دوسرا صور پھونکے جانے کے بعد قیامت کا ایک منظر یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت عیسیٰ علیہ السلام کو زندگی میں عطا کردہ نعمتیں گنوانے کے بعد یہ سوال پوچھ رہے ہیں

وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ''اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا'' اے عیسیٰ ابن مریم!

ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ

کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو دو اِلہٰ بنالو؟'' (حوالہ المائدہ۔۱۱۶)

عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال ''لِلنَّاسِ'' کن لوگوں کے حوالے سے ہے؟ کیا بنی اسرائیل (یہودیوں) کے حوالے سے؟

کیا ''لِلنَّاسِ''، قرآنِ مجید پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں کے حوالے سے جن کے درمیان آسمانوں سے تخیلاتی واپسی پر رہیں گے؟ یا اُن لوگوں کے حوالے سے جن کے درمیان قتل کی سازش کو ناکام بنائے جانے اور ہجرت کے بعد دنیا میں بلند خطہ زمین پر آباد رہے تھے؟

بنی اسرائیل کی اکثریت نے انہیں اللہ تعالیٰ کا رسول ہی نہیں مانا تھا اور سیدہ مریم صدیقہ پر بہتان عظیم لگایا تھا اس لئے سوال میں ان کا حوالہ نہیں ہے کہ وہ تو ان ماں بیٹا کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ''دو اِلہٰ'' کہتے ہی نہیں۔ اس لئے جب وہ یہ بات کہتے ہی نہیں تو ان کے حوالے سے عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال پوچھا ہی نہیں جاسکتا۔

قرآنِ مجید پر ایمان رکھنے والے تو آج بھی عیسیٰ علیہ السلام کو صرف اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول مانتے ہیں اس لئے آج کے بعد آنے والے اہل ایمان بھی یہ بات نہیں کہیں گے اس لئے عیسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے سوال میں ''لِلنَّاسِ'' کا تعلق ہم سے نہیں ہے۔

''لِلنَّاسِ'' کا تعلق اِن سے ہے:

لَّقَدۡ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍۘ

''ان لوگوں نے کفر کیا ہے جو کہتے ہیں اللہ تین میں تیسرا ہے'' (حوالہ المائدہ ۷۳) سبحان اللہ! اللہ واحد کے سوا کوئی اِلہٰ نہیں۔

یہ اُس گروہ (طائفہ) کے بعد کی نسلوں میں بننے والا ایک فرقہ کہتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور من حیث القوم اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام سے روزِ قیامت کئے گئے سوال میں نصاریٰ کے اُن لوگوں کا حوالہ بھی نہیں ہے جن سے ''وہ دنیا میں دوبارہ آنے پر ملیں گے'' کیونکہ وہ توان کی تخیلاتی آمد سے قبل ہی سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔اس طرح واضح ہے کہ یہ سوال ان لوگوں (طائفہ) کے حوالے سے ہے جن کے بیچ اپنی طبعی موت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام موجود رہے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام جواب دیتے ہیں

قَالَ سُبۡحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ أَقُولَ مَا لَيۡسَ لِي بِحَقٍّۚ إِن كُنتُ قُلۡتُهُۥ فَقَدۡ عَلِمۡتَهُۥۚ تَعۡلَمُ مَا فِي نَفۡسِي وَلَآ أَعۡلَمُ مَا فِي نَفۡسِكَۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلۡغُيُوبِ٥

'انہوں نے جواب دیا''تو پاک ہے، میرے لئے روا نہیں تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو یقیناً تو جان چکا ہوتا۔تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے مگر میں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے۔تو ہی پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والا ہے''

(حوالہ المائدہ۔۱۱۶)۔اور دوٹوک الفاظ میں اپنی پوزیشن واضح کی

مَا قُلۡتُ لَهُمۡ إِلَّا مَآ أَمَرۡتَنِي بِهِۦٓ أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمۡۚ (حوالہ المائدہ۔۱۱۷)

''میں نے ان سے کچھ نہیں کہا تھا سوائے اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ ''اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی''

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عیسیٰ علیہ السلام نے بیان دیا ہے کہ انہوں نے لوگوں سے یہ کہا تھا

أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمۡۚ

''کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی''

اگر لوگوں کی اس تخیلاتی کہانی کو تسلیم کرلیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک دن آسمانوں سے اتریں گے تو پھر یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ انہیں واپس آکر یہ معلوم ہوجائے گا کہ ''بَعۡدِىۡ'' ''میرے بعد'' اور آقائے نامدار ﷺ کی آمد اور ان کے چلے جانے کے بعد بھی ہزاروں سال تک لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو ''دو اِلہٰ'' کہتے رہے ہیں''۔اور اگر عیسیٰ علیہ السلام واقعی دنیا میں واپس آجائیں تو لوگوں کی بنائی ہوئی اِن جھوٹی باتوں کا علم ہونے پر ان کی بنیادی ذمہ داری یہ ہوگی کہ لوگوں کو سمجھائیں کہ انہوں نے جھوٹ

اختراع کیا تھااوران سے کہیں أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّی وَرَبَّكُمۡۚ ''کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی''۔ اللہ تعالیٰ کو عیسیٰ علیہ السلام اپنا وضاحتی بیان دے رہے ہیں کہ انہوں نے لوگوں سے یہ بات کہی تھی۔ قرآنِ مجید نے ان کے دیئے ہوئے اس بیان کی تصدیق کی ہوئی ہے کہ یہ بات انہوں نے دنیا میں واپس آ کر نہیں کہی تھی بلکہ اُس وقت کہی تھی جب وہ بنی اسرائیل کی جانب رسول مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا تھا جن کا ایک گروہ ان پر ایمان لایا تھا

إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّی وَرَبُّكُمۡ فَٱعۡبُدُوهُۗ

''بیشک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب بھی۔ اس لئے اس کی بندگی کرو'' (حوالہ آلِ عمران ۔۵۱)

إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ رَبِّی وَرَبُّكُمۡ فَٱعۡبُدُوهُۚ

(عیسیٰ علیہ السلام نے کہا) ''یقیناً اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب، اس لئے اس کی بندگی کرو'' (حوالہ الزخرف ۔۶۴)

وَقَالَ ٱلۡمَسِيحُ يَـٰبَنِیٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّی وَرَبَّكُمۡۖ

''اور مسیح (علیہ السلام) نے کہا تھا'' اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی'' (حوالہ المائدہ ۔۷۲)

بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے ان کا انکار کر دیا تھا اور قتل کرنے کی سازش میں لگ گئے تھے۔ ایک مفروضے کے طور پر عیسیٰ علیہ السلام اگر یوم بعث سے قبل دوبارہ زندہ بھی کر دیئے جائیں تو اب بنی اسرائیل سے یہ بات نہیں کہہ سکتے کیونکہ انہوں نے ہجرت کرنے سے قبل بنی اسرائیل کے کافر گروہ پر لعنت بھیج دی تھی

لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۢ بَنِیٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبۡنِ مَرۡيَمَۚ

'بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) کی زبان سے لعنت کی گئی ہے' (حوالہ المائدہ ۷۸)
اللہ کے رسول اپنی قوم پر لعنت اس وقت بھیجتے ہیں جب ان سے مایوس ہو جاتے ہیں، جب ان سے الگ ہوتے اور ہجرت کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کے کفر کرنے والے گروہ پر لعنت اس وقت بھیجی تھی جب ان سے مایوس ہو چکے تھے اور ان کے کفر کی شدت اور ان سے خطرے کو محسوس کر لیا تھا۔ آپ بتائیں کہ کیا اللہ کا کوئی بندہ کسی قوم پر لعنت بھیجنے یعنی انہیں دھتکارنے کے بعد دوبارہ ان سے مخاطب ہونے کا حق محفوظ رکھ سکتا ہے کہ اُن سے کہہ سکے أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّی وَرَبَّكُمۡۚ ''کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی''

عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے

مَا قُلۡتُ لَهُمۡ إِلَّا مَآ أَمَرۡتَنِي بِهِۦٓ أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمۡۚ

''میں نے ان سے وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی'' (حوالہ المائدہ۔۱۱۷)

اور مزید وضاحت فرمائی

وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدٗا مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡۖ

''اور جب تک میں ان کے درمیان رہا میں ان پر گواہ تھا

فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِي كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيۡهِمۡۚ

پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر ہمیشہ تو ہی ان پر نگران تھا''

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی اور وفات کو ان لوگوں کے حوالے سے بیان فرمایا ہے جن کے بیچ رسول مبعوث ہونے پر رہے تھے اور اپنی وفات کے بعد ان لوگوں پر نگران اللہ تعالیٰ کو کہا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو شَهِيدًا (شاہد، گواہ، نگران، احوال کہنے والا، مشاہدہ کرنے والا) اس وقت تک کیلئے قرار دیا ہے ''مَا دُمْتُ فِيهِمْ'' ''جب تک میں ان کے بیچ/درمیان رہا''۔

دُمْتُ کا مادہ ''د و م'' ہے جس کے معنی کسی چیز کا ایک حالت پر قائم رہنا ہے۔ اس مادہ میں کسی چیز کا لمبے زمانے تک یا ایک حالت پر رہنے کا تصور ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں بھی لوگوں سے کہا تھا کہ انہیں ثبات وقرار ہے جہاں کہیں بھی وہ رہیں گے اور یہ کہ مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے مَا دُمْتُ حَيًّا جب تک میں زندہ رہوں (حوالہ مریم۔۳۱)۔ نگرانی وہی کر سکتا ہے جو لوگوں کے بیچ زندہ ہو اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان ''مَا دُمْتُ فِيهِمْ'' کے معنی اور مفہوم مَا دُمْتُ حَيًّا ہی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بقول انہوں نے لوگوں کی نگرانی کے فرائض اُس وقت تک انجام دیئے تھے جب وفات دیئے جانے سے قبل لوگوں کے بیچ زندہ تھے اور اس کے بعد روز قیامت تک کے زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے بقول انہوں نے لوگوں کی نگرانی کے فرائض انجام نہیں دیئے تھے۔

آیت مبارکہ کے اس جملے میں ''كُنْتُ'' (واحد متکلم ماضی معروف) اور ''كُنْتَ'' (واحد مذکر حاضر ماضی معروف) ''دوام اور ہمیشگی کا مفہوم بھی دیتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ''كُنْتُ'' ''یعنی ''میں تھا'' میں دوام اور ہمیشگی کے مفہوم کو ''مَا دُمْتُ فِيهِمْ'' ''جب تک ان کے بیچ رہا'' سے محدود کیا۔ پھر جب تو نے میرا وقت پورا کر دیا تو ہمیشہ (كُنْتَ) تو ہی ان پر نگران تھا'' (حوالہ المائدہ۔۱۱۷)

اہل علم وفکر کیلئے غور طلب سوال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے روز قیامت دنیا میں صرف ایک مرتبہ اپنے مبعوث ہونے کے

زمانے میں لوگوں کے بیچ رہنے کی ذمہ داری قبول فرمائی ہے''اور جب تک میں ان کے درمیان رہا میں ان پر گواہ تھا پھر جب تو نے وفات دے دی تو ہمیشہ تو ہی ان پر نگران تھا' عیسیٰ علیہ السلام کے ذاتی بیان اور شہادت کی موجودگی میں کسی دوسرے کے گمان اور خیال کو کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے؟

بعض لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے قبل دنیا میں دوسری بار آئیں گے لیکن ہمیں تو دوسرے صور کو پھونکے جانے کے بعد دیئے گئے عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کا حتمی علم ہے کہ وہ دنیا میں صرف ایک بار تشریف لائے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام نہ صرف روز قیامت دنیا میں صرف ایک بار آمد کو تسلیم کررہے ہیں بلکہ دنیا میں تشریف آوری کے وقت بھی انہوں نے سیدہ مریم صدیقہ کی گود مبارک میں اپنا تعارف کراتے ہوئے دنیا میں صرف ایک مرتبہ رہنے کا اعلان کیا تھا۔عیسیٰ علیہ السلام نے گود ہی اپنی ماں کی قوم سے خطاب کرتے ہوئے بتایا تھا

وَٱلسَّلَـٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾

''اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا، جس دن میں مروں گا اور جس دن (یوم بعث) میں زندہ اٹھایا جاؤں گا''(سورۃ مریم۔۳۳)

عیسیٰ علیہ السلام کی خود اپنی زبان مبارک سے وقت کی حدوں یعنی پیدائش اور روز قیامت زندہ اٹھائے جانے پر دیئے گئے بیانات سے بڑھ کر کیا کوئی دلیل اور ثبوت ہوسکتا ہے کہ مرنے کے بعد نہ انہوں نے دنیا میں آنا تھا اور نہ وہ آئے تھے؟

اب جس کا من چاہے عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان کو سچ مانے جو اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کے ذریعے کتابِ لاریب میں بتایا ہے جو ٹھوس علم ہے کیونکہ علم صرف ءَایَۃٍ کا ہوتا ہے اور قرآنِ مجید کی ہر بات ءَایَۃٍ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔اور جس کا من چاہے قرآنِ مجید کے بیانِ حقیقت کو ماننے کی بجائے گمان وظن کی باتوں کو اپنے تخیل میں سجائے رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رہے کہ فلاح صرف وہ پائیں گے جنہوں نے ءَايَـٰتِى ''میری آیتوں'' کو تسلیم کیا۔اور یہ حقیقت یاد رہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی وفات سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بنی اسرائیل اور نصاریٰ جو کچھ کہتے تھے وہ قرآنِ مجید میں بیان کردیا گیا ہے۔آقائے نامدار ﷺ کی زندگی مبارک میں قرآنِ مجید بتدریج نازل فرمایا گیا تھا۔یہ لمحہ بہ لمحہ ہدایت کا نزول تھا۔اس دوران بنی اسرائیل اور نصاریٰ میں عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کی کہانیاں اختراع نہیں کی گئی تھیں اور نہ وہ یہ بات کہتے تھے اس لئے اس حوالے سے قرآنِ مجید میں ان پر الزام اور فردجرم عائد نہیں کی گئی۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کی گود میں ان کی قوم کے اکابرین سے یہ بھی کہا تھا:

وَجَعَلَنِى مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَـٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾

''اور مجھے ثبات دیا ہے جہاں کہیں بھی میں رہوں اور اس نے مجھے تاکید کی ہے کہ
میں جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوۃ کی پابندی کروں'' (مریم۔۳۱)

عیسیٰ علیہ السلام کی حیات نماز اور زکوۃ کی پابند ہے۔ نماز اور زکوۃ کی پابندی اسی صورت ممکن ہے جب بندہ انسانوں کے درمیان موجود ہو۔ زکوۃ دینے کیلئے زکوۃ لینے والے درکار ہیں اور نماز قائم کرنے کیلئے بھی لوگوں کی جماعت درکار ہے۔ اور نماز کیلئے چہرے اور سینے کے روبرو کعبہ معظّمہ ہونا چاہئے اگر انسان مسجد الحرام کے اندر موجود ہے اور اگر مسجد الحرام سے باہر کسی مقام پر ہے تو بھی انسان کو نماز کے دوران مسجد الحرام کے روبرو، متقابل ہونا لازم ہے۔ آسمان کی رفعتوں میں انسان کعبہ معظّمہ کے روبرو، متقابل نہیں ہو سکتا اس لئے خلاؤں میں کیا نماز پر قائم رہا جا سکتا ہے؟